تورات وانجیل کی بشارتیں اوررسولِ اکرم ﷺ

Predictions of Torah & Gospel about Prophet Muhammad (S.A.W)

ڈاکٹر نور حیات خان*

ABSTRACT

People, who believed on Torah & Gospel, believed that a prophet of mercy will descend with clear signs of prophet-hood. He will lead the world and guide them to the righteous path and will disclose the changes in Gospel. They also believed that the Prophet Muhammad (S.A.W) will reveal the prophet-hood of Jesus and confirm that Jesus is a man of Allah with bestowed miracles.

According to this prediction, who can be the last prophet of Allah other than Muhammad (S.A.W)? Even the world knows that the complete code of life after Moses was given only to the last Prophet Muhammad (S.A.W). There is no doubt that the Christians have made changes in this forecast and tried to mix up the correct information with false one, but still the Good news are not fixing to anyone other than Muhammad (S.A.W). The Gospel of Barnabas clarifies that the last prophet will be from Ismā'IL's tribe not in Izhaq's tribe, but the change in this prediction is a clear interruption of Priests in the Bible. The Gospel of Murqus also emphasizes that Jesus was a prophet of Allah and came to prepare the ground for the last Prophet Muhammad (S.A.W).

Prophet-Hood is one of the critical issues which Islam has particularly emphasized and given high prestige and status to such a degree that a person cannot enter in Islam or remain a Muslim without it.

This article provides information regarding good news about the last Prophet of Allah, through Old & New Testaments, justified by Holy Qur'ān. It also explains the status of Jesus Christ among the human beings as a prophet.

Keywords: *Old & New Testaments, interruption, Priests, forecasts, realized, believers.*

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علومِ اسلامیہ نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد

حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کے دور سے لے کر حضرت محمد ﷺ کے مبعوث کیے جانے تک لوگ نبی آخر الزمان کے آنے کے منتظر تھے، اور تورات و انجیل کو الہامی کتابیں ماننے والے ان کی پیشن گوئیوں اور بشارتوں کو سچ مانتے ہی تھے، لیکن نہ ماننے والوں پر بھی ان کے بشارتوں کے اثرات تھے اور ایک آنے والے نبی کے وہ بھی منتظر تھے، جو یحییٰ تھے اور نہ عیسیٰ علیہ السلام ، البتہ ان میں وہ تمام علامات تھیں جن کے بارے میں بتایا جاچکا تھا۔

ان پیشن گوئیوں کی رُو سے ان آنے والے نبی کے خدو خال، مقام و مرتبہ، اخلاق و کردار، اعلیٰ و ارفع خصائل، عزم و ہمت، تعلیم وتربیت، منصبِ نبوت ورسالت کی تکمیل میں اپنے پیش رووں کے ساتھ کمال درجہ توافق اور ان کے ساتھیوں کی کمال درجہ پر خلوص مصاحبت نے ان کو تمام انبیاء سے ممتاز بنادیا تھا۔ اس مختصر مقالے میں ان تمام پیش گوئیوں کا احاطہ ممکن نہیں، تاہم موضوع کے مختلف پہلوؤں کو واضح کرنے کے لیے چند اہم بشارتیں درج کرنے کی ممکن حد تک کوشش کی گئی ہے۔

حضرت محمد ﷺ کے بارے میں تورات کی بشارتیں

بائبل عہد نامہ قدیم میں تحریف کے باوجود نبی آخر الزمان حضرت محمد ﷺ کی آمد کی بشارتیں موجود ہیں۔ ان میں یہ بتایا گیا ہے کہ جب آپ ﷺ تشریف لائیں گے تو تم اس کی سمع وطاعت اختیار کرنا۔ مثلاً: کتاب استثناء میں مذکور ہے:

" خداوند تیرا خدا تیرے ہی درمیان سے یعنی تیرے ہی بھائیوں سے میری مانند ایک نبی برپا کرے گا، تم اس کی سننا" (۱)

پھر موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالی سے آخری نبی کے مبعوث کیے جانے کی استدعا کی، تو اللہ تعالی نے فرمایا:

" اور خداوند نے مجھے کہا کہ وہ جو کچھ کہتے ہیں سو ٹھیک کہتے ہیں، میں ان کے لئے ان ہی کے بھائیوں میں تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے حکم دوں گا وہی وہ ان سے کہے گا اور جو کوئی میری ان باتوں کو جن کو وہ میرا نام لے کر کہے گا نہ سنے تو میں ان کا حساب اس سے لوں گا" (۲)

---

(۱) بائبل، (پاکستان بائبل سوسائٹی، انار کلی لاہور، ۲۰۰۷ء) استثناء:۱۸:۱۵

(۲) ایضاً:۱۸:۱۸تا۱۹، قرآن مجید میں وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى، سورۃ النجم:۳-۴ سے اس کی طرف اشارہ ہے۔

یہ پیشگوئی حضرت محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے علاوہ کسی اور نبی پر صادق نہیں آتی، یہی وجہ ہے کہ اس کی تطبیق کے بارے میں ایک عرب سکالر (بسّام داود عجک) لکھتا ہے:

" اذا کانت هذه الكلمات لا تنطبق على النبى محمدﷺ فانها تبقى غير متحققة ولا فائدة ، فالمسيح نفسه لم يدع ابداً أنه النبى المشار إليه وحتىٰ حواريه كانوا على نفس الرأى"[1]

ترجمہ: "اگر بشارت کے یہ کلمات نبی حضرت محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم پر منطبق نہ ہوں تو یہ غیر محقق اور بے فائدہ رہ جاتے ہیں اور مسیح نے بھی کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا تھا کہ جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ میں ہوں اور اسی طرح یہی رائے آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے حواری بھی رکھتے تھے"۔

جبکہ امام ابن قیم اور سید مودودی وغیرہ نے سابقہ بشارت کے جملے "تیرے بھائیوں میں سے" یہ نکتہ نکالا ہے کہ ان سے مراد بنی اسرائیل کے بھائی بنی اسماعیل میں سے اس نبی کو برپا کرنے اور موسیٰ علیہ السلام کی مانند شریعت کا حامل ہونے کی استدعا ہے کیونکہ بنی اسرائیل میں جتنے بھی نبی آئے تھے، وہ شریعت موسوی کے پیرو تھے۔ کوئی مستقل شریعت لے کر نہیں آیا تھا۔ جبکہ موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالی نے یہ وعدہ کیا تھا:

" میں اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے حکم دوں گا وہ ان سے وہی کہے گا ۔"

وہ ایک مستقل شریعت کے حامل ہوں گے جن کے منہ پر اللہ تعالی اپنا کلام جاری فرمائے گا، جو اسے خلق خدا کو سنائے گا۔ اس تصریح کے بعد کیا اس امر میں شک کی کوئی گنجائش رہ جاتی ہے کہ حضرت محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے سوا اس پیشگوئی کا مصداق کوئی اور ہو سکتا ہو دوسرا یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد مستقل شریعت صرف آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم ہی کو دی گئی ہے[2] جو ایک مکمل ضابطہ حیات، نہایت روشن اور چمکتے ہوئے سورج کی مانند ہے جس کی تائید تورات کی دوسری پشینگوئی سے یوں ہوتی ہے:

"جاء الرب من سيناء ، وأشرق لهم من سعير، وتلألأ من جبل فاران ، و أتىٰ من ربوات القدس وعن يمينه نار شريعة لهم"[3]

(۱) عجک، بسّام داود، دکتور، الحوار الاسلامی المسیحی، دار قتیبۃ، ۱۹۹۸ء۔ ص: ۳۵۰

(۲) ابن قیم الجوزیہ، شمس الدین أبو عبد اللہ محمد بن أبی بکر، هدیۃ الحیاری فی أجوبۃ الیهود والنصاریٰ، دار العلم الشامیۃ، جدہ السعودیۃ، ط: ۱۹۹۶ء ص: ۱۲۰

(۲) مودودی، ابوالاعلیٰ، (سید)، سیرت سرور عالم، ادارہ ترجمان القرآن: لاہور، ۱۹۹۹ء، ۱/ ۶۷۹

(۳) بائبل دار الکتاب المقدس، الشرق الاوسط، سفر التثنیۃ: ۳۳: ۱ تا ۲

ترجمہ: "وہ قدوس سوئے سینا سے آیا اور طرف ساعیر سے اس کے لئے روشنی لے آیا اور کوہ فاران کی طرف آچمکا اور قدس کی چوٹیوں کی طرف سے آیا اور آپ ﷺ کے دائیں ہاتھ میں ان کے لئے شریعت بیضاء تھا"۔

چونکہ یہ پیشن گوئی نہ صرف شریعت محمدی کی مکمل تائید کرتی ہے، بلکہ فتح مکہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد کو بھی بیان کرتی ہے۔ لہٰذا اس میں بعض الفاظ داخل کر کے جبکہ بعض کو نکال کر مدعا کو مخاطب کرنے کی پوری کوشش کی گئی ہے، جیسا کہ دارالکتاب المقدس شرق اوسط کی مذکورہ عربی عبارت میں قدوسیوں (صحابہ کرام) رضی اللہ عنہم اور ان کی تعداد کا ذکر نہیں جبکہ انٹر نیشنل بائبل سوسائٹی اردو ورژن کی عبارت میں لفظ "لاتعداد" کا ذکر آیا ہے، ملاحظہ ہو:

"خداوند سینا سے آیا، اور سعیر سے ان پر ظاہر ہوا اور کوہ فاران سے جلوہ گر ہوا، وہ جنوب سے اپنی پہاڑی ڈھلانوں میں سے لاتعداد قدسوں کے ساتھ آیا"۔[۱]

اور پاکستان بائبل سوسائٹی لاہور کی اشاعت میں یہ تعداد لاکھوں میں بتائی گئی ہے۔ عبارت ملاحظہ ہو:

" خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر آشکارا ہوا اور لاکھوں قدسیوں میں سے آیا"[۲]

تاہم اس تعداد کو ایک پادری[۳] نے اپنی کتاب میں انجیل کے ایک پرانے نسخہ سے یوں نقل کیا ہے:

"وجاء الرب من سيناء، وأشرق لهم من ساعير، و تلألأ قدماً من جبل فاران،

وجاء معه عشرة آلاف قديس، ومن يده اليمنىٰ برزت نار شريعة لهم " [۴]

ترجمہ: "خداوند سینا سے آیا اور سعیر سے ان پر آشکارا ہوا، اور جبل فاران کی طرف سے آچمکا اور "دس ہزار "قدوسیوں کے ساتھ آیا اور آپ (ﷺ) کے دائیں ہاتھ میں ان کے لئے شریعت بیضاء تھی"۔

یہ پشینگوئی فتح مکہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ سیرت نگارانِ رسول ﷺ کے بیان کردہ تاریخ کے بھی موافقت کرتی ہے۔

مفسر قرآن اور سیرت و تاریخ نگار امام محمد بن جریر طبری لکھتے ہیں:

---

(۱) استثناء:۳۳: ۱ تا ۲

(۲) استثناء:۳۳: ۱ تا ۲ (International Bible Society 1820 Jet Stream Drive, USA-2005)

(۳) جس کا نام دافید بنجامین کلدانی ہے اور ویٹکن سے اس نے فلسفہ اور لاہوت میں تخصص کیا اور رومی کیتھولک کلدانی فرقے کا پادری بنا اور ۱۸۹۵ء میں وٹیکن کی طرف بلاد فارس کے لئے پادری مقرر ہوا، ۱۹۰۰ء میں مزید سٹڈی کے لئے اپنے منصب سے استعفاد دے کر، "محمد کتاب مقدس میں" لکھ کر اپنے اسلام کا اعلان کیا اور عبدالاحد داؤد نام رکھا۔ (الحوار الاسلامی المسیحی، ص:۳۴۹)

(۴) عبدالاحد داود (سابق قسیس)، محمد فی الکتاب القدس: فہمی سما، دارالضیاء للنشر والتوزیع، قطر، ط:۲، ۱۹۸۵ء، ص:۳۲۔ ان منقولات کو "ھدایۃ الحیاری" میں بھی ملاحظہ کیا جاسکتا ہے، حاشیہ: ۴

"جب فتح مکہ کے لئے حضور ﷺ روانہ ہوئے، تو دس ہزار کا لشکر جرار ہمراہ تھا "[1]

اسی طرح ابن ہشام لکھتے ہیں:

" رسول اللہ ﷺ ۱۰ رمضان المبارک ۸ھ میں دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ مکہ روانہ ہوئے"[2]

ان تصریحات سے اندازہ ہوتا ہے کہ بائبل کی مذکورہ بشارتوں میں واضح تحریف ہوچکی ہے کیونکہ غزل الغزلات جو سلیمان علیہ السلام کی طرف منسوب ہے، میں بھی قدوسیوں (صحابہ کرام) رضی اللہ عنہم کی دس ہزار کی تعداد کا ذکر ہے، جو سیرتِ نبوی تاریخ کے عین مطابق ہے۔ عبارت ملاحظہ ہو:

"میرا محبوب سرخ وسفید ہے وہ دس ہزار میں ممتاز ہے"[3]

تورات کے اس بیان میں نہ صرف یہ کہ فتح مکہ کے وقت دس ہزار لشکر کی تعداد کا تعین ہے، بلکہ آپ ﷺ کے شمائل کا بھی واضح بیان ہے، کہ سردارِ دوجہاں ﷺ سرخ وسفید یعنی گندمی رنگ لیے ہوئے تھے، جس کا واضح تذکرہ کتبِ احادیث اور سیرت وشمائلِ نبوی میں موجود ہے جو محتاجِ بیان نہیں ہے۔

بشارتوں کا نتیجہ

تورات کی ان پیشن گوئیوں سے درج ذیل باتیں سامنے آتی ہیں:

۱. ایک بات یہ معلوم ہوئی کہ بائبل میں جو پیشن گوئیاں کی گئیں ہیں، یہ اگر کسی نبی پر صادق آتی ہی،ں تو وہ نبی آخر الزمان حضرت محمد ﷺ ہی کی ذاتِ بابرکات ہے۔

۲. دوسرا یہ معلوم ہوا کہ انبیاء بنی اسرائیل کا جبل فاران سے کوئی تعلق نہیں رہاہے اور نہ ان میں سے کوئی اس علاقے میں رہ چکاہے، سوائے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ہاجرہ کے جو عرب کی تاریخ میں مذکور رہے ،اور بائبل (سفر التکوین) اس کی تصدیق بھی کرتی ہے۔ عبارت ملاحظہ ہو:

"فمضت (هاجرة) وتاهت فی برية بئر السبع ونادىٰ ملاك الله هاجر من السماء وقال لها: مالكِ ياهاجر؟ لاتخافی ؛لأن الله قد سمع لصوت الغلام حيث هو، قومی

---

(۱) محمد بن جریر طبری، تاریخ طبری، مترجم: الفیصل، ناشران وتاجرانِ کتب، اردو بازار لاہور، ۲۰۰۴ء، ۲/ ۳۲۲، پیر محمد کرم شاہ الازھری: ضیاء النبی، ضیاء القرآن پبلی کیشنز: لاہور، کراچی، ۱۴۱۸ھ، ۴/ ۵۳۰

(۲) ابن ہشام، السیرہ النبویہ، تحقیق: مصطفی السقا وغیرہ، مطبعہ مصطفی البابی الحلبی، ۱۹۳۶ء، ص: ۳/ ۶۳، چیمہ، غلام رسول: پروفیسر، مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ، علمی کتب خانہ: لاہور، ۱۹۹۲ء، ص: ۶۱۶، ۶۱۵

(۳) (بائبل) غزل الغزلات، باب، ۵، آیات ۱۰ تا ۱۶

واحملی الغلام، وشدی یدكِ به ؛لأن الله قد جعله أمة عظيمة وكان الله مع الغلام فكبر، وسكن فی البرية و كان ينمو رامی قوس، وسكن فی برية فاران" (۱)

ترجمہ: ہاجرہ دشتِ بئر سبع میں حیران وپریشان جارہی تھی کہ فرشتوں نے اسے آسمان سے آواز دی اور کہا: ہاجرہ ! آپ کو کیا ہوگیا ہے ؟ کوئی خوف نہ کریں کیونکہ اللہ نے بچے کی آواز سنی ہے جہاں وہ ہے۔ کھڑی ہو جا اور بچے کو اٹھالیں اور مضبوطی سے اس کو گھود میں پکڑ لیں، کیونکہ اللہ اسے ایک عظیم امت بنائے گا۔ اللہ بچے کے ساتھ تھا اور اسی طرح وہ بڑا اور دشتِ فاران میں نیزا اٹھائے ہوئے پرورش پارہا تھا اور دشتِ فاران میں سکونت پذیر رہا۔

۳. یہ معلوم ہوا کہ کوہِ فاران سے اگر تعلق رہا ہے، توحضرت اسماعیل علیہ السلام کا، جن کی نسل سے آخری پیغمبر حضرت محمد ﷺ پیدا ہوئے ہیں۔ جس کا تذکرہ بائبل کتابِ پیدائش میں آتا ہے کہ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں ایک نام قیدار کا آتا ہے، جو عدنان ہے، جس سے عرب کا شجرنسب جاملتاہے اور پھر اس سے نبی ﷺ کے خاندان کا تعلق جڑتا ہے اور دشت فاران ان کا مسکن رہا ہے۔ اور یہیں سے بائبل کی وہ پیشین گوئی صحیح بیٹھتی ہے کہ وہ نبی دشت فاران میں ظاہر ہوا، اور دس ہزار قدوسیوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مکہ میں داخل ہوا اور شریعت بیضاء ساتھ لے کر فاران کی چوٹیوں سے آیا(۲)۔

اس بات کی مزید تائید (بائبل) کتاب حقوق کے اس بیان سے بھی ہوتی ہے:

" وہ قدوس کوہ فاران سے آیا اس کا جلال آسمان پر چھا گیا اور زمین اس کی حمد سے معمور ہوگئی اور اس کے ہاتھ سے کرنیں نکلتی تھیں" (۳)

جبکہ برناباس کی انجیل میں لکھا ہے کہ وہ نبی اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہوگا اور ساتھ ساتھ یہ بھی بتادیا ہے کہ آخری رسول ﷺ کا بنی اسحاق میں آنے کی پیش گوئی بائبل میں ربیوں کی صریح تحریف ہے۔ برناباس لکھتا ہے:

"شاگردوں نے کہا: اے استاد، موسیٰ کی کتاب میں یوں لکھا ہے کہ یہ وعدہ اضحاق میں کیا گیا تھا" یسوع نے کراہ کر جواب دیا: ایسا ہی لکھا ہے، مگر موسی نے نہیں لکھا، نہ یسوع نے لکھا ہے بلکہ ہمارے ربیوں نے، جو خدا سے نہیں ڈرتے۔ تب خدا نے ابرہام سے فرمایا: اپنا بیٹا، اپنا پہلوٹھا

---

(۱) سفر التکوین، (کتاب پیدائش)، الاصحاح: باب ۲۵، آیات ۱۴ اور اسکے بعد مزید تفصیلات کے لئے دیکھیے: محمد فی الکتاب المقدس، اور الحوار الاسلامی المسیحی، ص:۳۵۱

(۲) الحوار الاسلامی المسیحی، ص:۳۵۱

(۳) حقوق:۳تا۵، پاکستان بائبل سوسائٹی، انارکلی لاہور، ۲۰۰۷ء

،اسماعیل لے اور پہاڑ پر آکر اس کی قربانی دے، سو اسحاق پہلوٹھا کیوں کر ہوا کہ جب اسحاق پیدا ہوا تو اسماعیل سات سال کا تھا "(۱)

بہر حال عربی ترجمہ میں "المعزی" اور اردو میں "مددگار" فارقلیط کی تبدیل شدہ (تحریف شدہ) شکل ہے، جس کا تذکرہ امام ابن القیم اور رحمت اللہ کیرانوی الہندی نے اپنی تصانیف میں کیا ہے(۲)۔ علاوہ ازیں فارقلیط کا لفظ اس وقت کی اناجیل میں پایا جاتا تھا، لیکن حضرت محمد ﷺ پر ایمان لانے سے لوگوں کو روکنے کے لئے (یہ مسئلہ) مشتبہ بنادیا گیا ہے۔

امام ابو نعیم اصفہانی دلائل النبوۃ میں لکھتے ہیں:

"عاصم بن عمرو بنی قریظہ کے ایک بوڑھے شخص سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بار اس نے مجھ سے پوچھا کیا تم جانتے ہو ثعلبہ بن سعنہ، اسید بن سعنہ اور اسد بن عبید اسلام لانے کا سبب کیا تھا؟ میں نے کہا نہیں۔ کہنے لگا: شام کا ایک یہودی ابن الہیبان ظہور اسلام سے چند سال قبل ہمارے پاس (مدینہ منورہ) آیا۔ وہ یہاں رہنے لگا، ہم نے اس سے کسی کو بہتر پانچ نمازیں پڑھنے والا نہیں دیکھا۔ جب قحط پڑتا تو ہم اسے دعا کرنے کو کہتا، وہ جواب دیتا کہ پہلے ہر شخص ایک صاع کھجور اور ایک مد جو صدقہ کرے۔ جب ہم صدقہ دیدیتے، تو وہ ہمارے ساتھ میدان میں نکلتا، اور دعا مانگ کر اٹھتا بھی نہ تھا کہ بادل اندھیرا کر دیتے۔۔ جب اس کی موت قریب آئی، تو کہنے لگا اے گروہِ یہود! تم جانتے ہو کہ میں شام جیسا امیر و کبیر ملک چھوڑ کر یہاں افلاس زدہ علاقہ میں کیوں آبسا؟ ہم نے کہا اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ کہنے لگا: میں یہاں اس لئے آیا تھا تاکہ اس نبی کا انتظار کروں، جس کا ظہور قریب ہے۔ اس شہر کی طرف وہ ہجرت کرے گا۔ میری آرزو تھی کہ اس کا دیدار کروں (مگر لگتا ہے کہ میری زندگی مزید وفا نہیں کرے گی)۔ اب تمہیں وہ دور ملنے والا ہے، اے یہود! اس رسول پر ایمان لانے میں کوئی قوم تم سے پہل نہ کر جائے۔ اسے اجازت ہوگی کہ اپنے مخالفین کا خون بہادے۔ بچوں اور عورتوں کو گرفتار کرلے، اس لئے ایمان لانے میں دیر نہ کرنا۔ جب نبی کریم ﷺ مدینہ میں تشریف لائے اور بنی قریظہ کا محاصرہ ہوا، تو ان نوجوانوں نے چیخ کر کہا اے بنو قریظہ! یہ وہی رسول ہے جس کے متعلق ابن الہیبان نے پیش

(۱) انجیل برناباس، طبع پنجم، مترجم آسی ضیائی، اسلامک پبلی کیشنز: لاہور، ۱۹۸۷ء، باب ۴۴، ص: ۸۰

(۲) ھدایۃ الحیاریٰ، ص: ۱۲۷ و بعدہ۔ اِظہار الحق، رحمت اللہ الکیرانوی، تحقیق: عمر الدسوقی، طبعہ دولۃ قطر، س ن ندارد، ۲/ ۴۲۱

گوئی کی تھی، یہود کہنے لگے یہ وہ نہیں ہے، تو نوجوانوں نے کہا کہ بخدا یہ وہی رسول ہے۔ چنانچہ یہ اپنے قلعے سے اتر کر آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور اسلام لے آئے۔ اور یوں اپنے خون، مال اور اولاد کو خون سے محفوظ کر لیا" [۱]

انجیل کی بشارتیں

انجیل (بائبل عہد نامہ جدید) میں بھی تحریف کے باوجود آنے والے نبی کے بارے میں عیسیٰ علیہ السلام کی پیشن گوئیاں موجود ہیں جو آخر الزمان حضرت محمد ﷺ کے علاوہ کس اور نبی پر صادق نہیں آسکتیں اور یہ بات بھی معلوم تھی کہ دنیا صرف ایک آخری نبی کی منتظر تھی، جس کی خبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دے رہے تھے کہ وہ دنیا کا سردار ہوگا، ابد تک رہے گا، سچائی کی تمام راہیں دکھائے گا اور خود میری نبوت، عبد اللہ ہونے اور سچائی کی گواہی دے گا اور میری لائی ہوئی کتاب میں تحریف کی بھی نشاندہی کرے گا۔

مثلاً: انجیل یوحنا کا بیان ہے:

'میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے۔ میں نے یہ باتیں تمہارے ساتھ رہ کر تم سے کہیں لیکن مددگار...... جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا، وہی تمہیں سب باتیں سکھائے گا اور جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے، وہ سب تمہیں یاد دلائے گا" [۲]

قرآن مجید میں وہ سب باتیں ان عیسائیوں کو ایک ایک کر کے اسی طرح یاد دلائی گئی ہیں، جس طرح بائبل میں تحریف کے باوجود موجود ہیں، اور یوں نہ صرف قرآن مجید نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشریت اور رسالت بلکہ بشارتوں کی تصدیق کی، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَقُصُّ عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ أَكْثَرَ الَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴾ [۳]

ترجمہ: یہ واقعہ ہے کہ یہ قرآن بنی اسرائیل کو اکثر ان باتوں کی حقیقت بتاتا ہے جن میں وہ اختلاف رکھتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ معلمِ انسانیت اور معلمِ اخلاق اور دنیا کے سردار ہیں، جن کی آنے کی پیشگوئیاں انجیل میں بار بار کی گئی ہیں۔ انجیل یوحنا میں ہے:

---

(۱) ابو نعیم اصفہانی، دلائل النبوۃ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۲۰۰۶ء، ص:۹۷

(۲) بائبل، پاکستان بائبل سوسائٹی، انارکلی لاہور، ۲۰۰۷ء، انجیل یوحنا: ۱۶: ۱۴- ۱۷، ۱۴: ۲۵،۲۶

(۳) سورۃ النمل: ۲۷/ ۷۶

" اس کے بعد میں تم سے بہت باتیں نہ کروں گا، کیونکہ دنیاکا سردار آتاہے، اور مجھ میں اس کاکچھ نہیں.... لیکن جب وہ مددگار آئے گا.... تووہ میری گواہی دے گا.... لیکن میں تم سے سچ کہتاہوں کہ میراجاناتمہارے لئے فائدہ مندہے، کیونکہ اگر میں نہ جاؤں، تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا۔"" مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہناہے مگر اب تم ان کو برداشت نہیں کرسکتے لیکن جب وہ یعنی روح حق آئیگاتو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گالیکن جو کچھ سنے گاوہی کہے گااور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا، وہ میرا جلال ظاہر کرے گا"[1]

یہ وہی بات ہے جو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کے بارے میں ارشاد فرمائی ہے کہ جو کچھ سردارِ دوجہاں اور معلمِ انسانیت ﷺ ارشاد فرماتے ہیں، وحی الٰہی پر مبنی اور یہی حقیقت ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى، اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ﴾[2]

ترجمہ: اور نہ وہ اپنی خواہش سے کوئی بات کہتے ہیں۔ یہ تو ایک وحی ہے جو اس پر نازل کی جاتی ہے۔

بشریتِ پیغمبر اور بائبل و قرآن

قرآن کسی بھی انسان کے الوہیت یا ابنیت الٰہ کا قائل نہیں ہے۔ اور اسی طرح حضرت عیسی علیہ السلام کے ابنیت الٰہ یا الوہیت کا بھی قائل نہیں ہے۔ خود حضرت عیسی علیہ السلام اپنے آپ کو ایک نبی کی حیثیت سے پیش فرماتے تھے، جس کی تصدیق اناجیل کی کئی آیات میں کی گئی ہے جو قرآن کے مطابق اور اس کی تصدیق کرتی ہے۔

مثلاً: لوقا کی انجیل میں لکھاہے:

"مجھے آج کل اور پرسوں اپنی راہ پر چلناضروری ہے کیونکہ ممکن نہیں کہ نبی یروشلم سے باہر ہلاک ہو" [3]

واقعہ صلیب کے بعد، مسیح یسوع علیہ السلام کے شاگردوں نے آپ علیہ السلام کا ذکر اسی انجیل میں ایک نبی اور رسول کی حیثیت سے دوسری جگہ یوں کیاہے:

"وہ آدمی اپنے کام اور کلام کے باعث خدا کی نظر میں اور سارے لوگوں کے نزدیک بڑی قدرت والا نبی تھا"[1]

---

(۱) انجیل یوحنا:۱۴: ۳۰، ۱۵: ۲۶، ۱۶: ۷، ۱۶: ۱۲ تا ۱۴

(۲) سورۃ النجم: ۵۳/ ۳-۴

(۳) لوقا: باب ۱۳، آیات: ۳۳

انجیل یوحنا میں حضرت عیسی علیہ السلام کو اللہ تعالی کا ایک بھیجا ہوا نبی ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے، تا کہ لوگ اللہ تعالی اور اس کے بھیجے ہوئے رسول دونوں کو پہچان لیں:

"اور ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ لوگ تجھ خدائے واحد اور برحق کو اور یسوع مسیح کو جسے قوم نے بھیجا ہے جانیں"[۲]

انجیل متی میں آپ علیہ السلام کی بشریت اور نبوت کے بارے میں یوں نقل کیا گیا ہے:

"یسوع نے کہا: نبی کی بے قدری اس کے اپنے شہر اور رشتہ داروں میں ہوتی ہے اور کہیں نہیں" [۳]

ان ارشادات اور فرمودات سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام اپنے آپ کو ایک نبی اور رسول کے طور پر پیش فرماتے تھے، جن کے رشتہ دار اور اپنی قوم وقبیلہ تھا اور اللہ تعالی کی طرف سے اس پر وحی آتی تھی جس کی روشنی میں بنی اسرائیل کی راہنمائی کا فریضہ سرانجام فرماتے تھے، اور قرآن مجید پیغمبروں کی یہی ایک مشترکہ خصوصیت قرار دیتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِنَ الرُّسُلِ وَمَا أَدْرِي مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَى إِلَيَّ وَمَا أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُبِينٌ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَكَفَرْتُمْ بِهِ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى مِثْلِهِ فَآمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴾[۴]

ترجمہ: ان سے کہو، میں کوئی نرالا رسول تو نہیں ہوں، میں نہیں جانتا کہ کل تمہارے ساتھ کیا ہونا ہے اور میرے ساتھ کیا، میں تو صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو میرے پاس بھیجی جاتی ہے اور میں ایک صاف صاف خبر دار کر دینے والے کے سوا اور کچھ نہیں ہوں۔ اے نبی ﷺ ان سے کہو، کبھی تم نے سوچا بھی کہ اگر یہ کلام اللہ ہی کی طرف سے ہوا اور تم نے اس کا انکار کر دیا (تو تمہارا کیا انجام ہو گا)؟ اور اس جیسے ایک کلام پر تو بنی اسرائیل کا ایک گواہ شہادت بھی دے چکا ہے۔ وہ ایمان لے آیا اور تم اپنے گھمنڈ میں پڑے رہے۔ ایسے ظالموں کو اللہ ہدایت نہیں دیا کرتا۔

---

(۱) ایضا: آیات: ۱۹-۲۴

(۲) انجیل یوحنا، باب:۱۷، آیات:۳۔۱۴۱

(۳) انجیل متیٰ، باب ۱۳، آیت نمبر ۵۷

(۴) سورۃ الاحقاف: ۴۶/ ۹-۱۱

اس سلسلے میں صدرالدین اصلاحی رقمطراز ہے:

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود اپنے آپ کو رسول کہتے ہیں اور جو تعلیم وہ پیش کرتے تھے اس کے بارے میں گواہی دیتے ہیں کہ وہ ان کا ذاتی کلام نہیں ہے بلکہ خدا کا کلام ہے جو خدا نے ان پر نازل فرمایا "[1]

ایک مسیحی عالم دینیات (ریورنڈ چارلس اینڈرسن اسکاٹ) عیسائیوں کے عقیدہ الوہیتِ عیسی علیہ السلام پر تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" پہلی تین انجیلوں (متیٰ، مرقس، لوقا) میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس سے یہ گمان کیا جاسکتا ہو کہ ان انجیلوں کے لکھنے والے یسوع کو انسان کے سوا کچھ اور سمجھتے تھے۔ ان کی نگاہ میں وہ ایک انسان تھا، ایسا انسان جو خاص طور پر خدا کی روح سے فیض یاب ہوا تھا اور خدا کے ساتھ ایک ایسا غیر منقطع تعلق رکھتا تھا جس کی وجہ سے اگر اس کو خدا کا بیٹا کہا جائے تو حق بجانب ہے، خود متیٰ اس کا ذکر بڑھئی کے بیٹے کی حیثیت سے کرتا ہے [2]

انجیل برناباس میں سے نہ صرف یہ کہ ان اناجیل کی تحریف کی نشاندہی ملتی ہے بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقام اور رسالت کا صحیح تصور بھی ملتا ہے ، برناباس لکھتا ہے:

"جب یسوع مسیح سے جو پہاڑ سے یروشلم آتے ہوئے راستے میں ایک کوڑھی شخص نے رحم کی درخواست ان الفاظ میں کہ "خداوند، مجھے صحت دے "یسوع نے ملامت کرتے ہوئے کہا: تو احمق ہے، خدا سے دعا کر جس نے تجھے خلق کیا ہے۔ میں تو بشر ہوں ، کوڑھی نے کہا: میں جانتا ہوں کہ تو بشر ہے، مگر خداوند کا قدوس ہے، پس تو خدا سے دعا کر، اور وہ مجھے صحت دے گا"تب یسوع نے ٹھنڈا سانس بھر کر کہا"خداوند، قادر مطلق خدا، اپنے پاک نبیوں کی محبت کی خاطر اس بیمار کو صحت عطا کر "[3]

---

(۱) اصلاحی، صدرالدین، عیسائی معتقدات، تعلیم انجیل کی روشنی میں، احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور، ۱۹۶۱ء، ص:۴۴

(۲) متیٰ:۱۳:۵۵، سیرت سرور عالم، ص:۱/ ۶۷۰، انڈریسن نے انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے چودھویں ایڈیشن میں یسوع مسیح (Jesus Christ) کے عنوان سے ایک مفصل مقالہ لکھا ہے، دیکھئے: نیو انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا، جلد:۲۲، ۱۹۸۵ء، ص:۳۶۰-۳۷۷

(۳) انجیل برناباس، باب ۱۱، ص:۳۴، دیکھئے: مرقس:۱:۴۰ تا ۴۵

مرقس کی انجیل بھی آپ علیہ السلام کی نہ صرف یہ کہ نبوت ورسالت کو بلکہ حضرت محمد ﷺ کے رسالت کے لئے راستہ ہموار کرنے کی ذمہ داری بھی بیان کرتی ہے۔

یہ الفاظ توجہ کے لائق ہیں:

" دیکھ میں اپنا پیغمبر تیرے آگے بھیجتا ہوں جو تیری راہ تیار کرے گا" [۱]

ان بیانات کے بعض جملوں سے اختلاف کے باوجود یہ بات بالکل واضح ہو کر سامنے آتی ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام یااللہ تعالی کے بندے اور رسول ہیں، تاہم پیغمبر کو جو خصوصی مقام اللہ تعالی کے ہاں حاصل ہوتا ہے، ان کو بھی اللہ تعالی کے ہاں حاصل تھا، لیکن اس سے یہ سمجھنا کہ وہ اللہ تعالی کے بیٹے یا آپ خود اللہ تعالی ہیں۔ یہ بات خود آپ علیہ السلام ،الہامی تعلیمات اور خاص کر قرآن مجید کی تعلیمات کے سراسر خلاف ہیں۔ قرآن مجید جو سابقہ الہامی کتابوں کا مہیمن ہے اور کارِ انبیاء کا محافظ بھی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشریت، رسالت اور صحیح مقام کو بیان کرتا ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے:

﴿قَالَ إِنِّ عَبْدُ اللَّهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا . وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنْتُ وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَ الزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا وَ بَرًّا بِوَالِدَتِي وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا . وَ السَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا ذَلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ﴾ [۲]

ترجمہ: بچہ بول اٹھا" میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اس نے مجھے کتاب دی اور نبی بنایا، اور بابرکت کیا جہاں بھی میں رہوں، اور نماز اور زکوۃ کی پابندی کا حکم دیا جب تک میں زندہ رہوں، اور اپنی والدہ کا حق ادا کرنے والا بنایا اور مجھ کو جبار اور شقی نہیں بنایا۔ سلام ہے مجھ پر جبکہ میں پیدا ہوا اور جبکہ میں مروں اور جبکہ زندہ کر کے اٹھایا جاؤں"۔ یہ ہے عیسی ابن مریم اور یہ ہے اس کے بارے میں وہ سچی بات جس میں لوگ شک کر رہے ہیں۔

قرآن مجید بحیثیت نبی آپ ﷺ کی بشریت کی طرف واضح اشارہ کر کے فرماتا ہے کہ یہ نبی امی دوسرے انبیاء سے بالکل مختلف نہیں ہے بلکہ ان کی طرح ایک بشر نبی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

---

(۱) مرقس:۲۔۱

(۲) سورۃ مریم:۱۹/ ۳۰-۳۴

﴿قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِنَ الرُّسُلِ وَمَا أَدْرِي مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَى إِلَيَّ وَمَا أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُبِينٌ﴾(۱)

ترجمہ: ان سے کہو "میں کوئی نرالا رسول تو نہیں ہوں، میں نہیں جانتا کہ کل تمہارے ساتھ کیا ہونا ہے اور میرے ساتھ کیا، میں تو صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو میرے پاس بھیجی جاتی ہے اور میں ایک صاف صاف خبر دار کر دینے والے کے سوا اور کچھ نہیں ہوں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور کارِ انبیاء

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سابقہ انبیاء اور ان کی کتابوں کی تصدیق کرتے تھے۔اور یہی کارانبیاء (پیغمبرانہ مشن کی مماثلت) اور نبوت کا طریقہ کار رہا ہے۔

متیٰ کی انجیل اس سلسلے میں کہتی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

"یہ نہ سمجھو کہ میں تورات یا نبیوں کو رد کرنے آیا ہوں، میں رد کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں"(۲)

ہر نبی کے دعوت کا یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ خدا کی اطاعت کے ساتھ اطاعت رسول کی بھی دعوت دیتا ہے۔

یوحنا اس سلسلے میں رقمطراز ہے:

" یسوع نے پکار کر کہا: جو کوئی مجھ پر ایمان لاتا ہے وہ نہ صرف مجھ پر بلکہ میرے بھیجنے والے پر بھی ایمان لاتا ہے اور جب وہ مجھ پر نظر ڈالتا ہے تو میرے بھیجنے والے کو دیکھتا ہے "(۳)

دوسری جگہ اسی انجیل میں وارد ہے:

" میں تم سے سچ کہتا ہوں، جو میرے بھیجنے والے کو قبول کرتا ہے وہ مجھے قبول کرتا ہے اور جو مجھے قبول کرتا ہے وہ میرے بھیجنے کو قبول کرتا ہے "(۴)

نبوت اور بشارتیں

پیشینگوئیاں اور بشارتیں نبوت کا حصہ ہیں۔یہی وجہ ہے کہ بعض انبیاء خصوصاً موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام نے بعض آنے والے واقعات اور آنے والے آخری نبی کی آنے کی بشارت اور نوید سنائی ہے۔محرف ہونے

---

(۱) سورۃ الاحقاف:۴۶/۹

(۲) متیٰ، باب ۵، آیات:۱۷

(۳) یوحنا: باب ۱۲، آیات:۴۴

(۴) یوحنا:۲۰-۱۳

کے باوجود اکثر بشارتیں اور پیشینگوئیاں حضرت محمد ﷺ اور امتِ محمدیہ کے بعض واقعات کے بارے میں بائبل (عہد نامہ قدیم و جدید) میں مذکور ہیں۔

تورات وانجیل کی بشارتیں اور ان کا مصداق

بائبل میں جو بشارتیں ایک آنے والے نبی کے بارے میں موجود ہیں وہ حضرت محمد ﷺ کے علاوہ کسی اور نبی پر صادق نہیں آتیں اور قرآن مجید بھی اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ وہ (عیسائی حضرات) اس نبی امی کو اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِى يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِى أُنْزِلَ مَعَهُ أُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾[۱]

ترجمہ: پس آج یہ رحمت ان لوگوں کا حصہ ہے، جو اِس پیغمبر نبی امّی کی پیروی اختیار کریں، جس کا ذکر انہیں اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا ملتا ہے۔ وہ انہیں نیکی کا حکم دیتا ہے، بدی سے روکتا ہے، ان کے لیے پاک چیزیں حلال اور ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے، اور ان پر سے وہ بوجھ اتارتا ہے جو ان پر لدے ہوئے تھے اور وہ بند شیں کھولتا ہے جن میں وہ جکڑے ہوئے تھے۔ لہٰذا جو لوگ اس پر ایمان لائیں اور اس کی حمایت اور نصرت کریں اور اس روشنی کی پیروی اختیار کریں جو اس کے ساتھ نازل کی گئی ہے، وہی فلاح پانے والے ہیں"

بلکہ انجیل برناباس تو آپ ﷺ کا صریح نام لے کر مخاطب کرتی ہے جو عین قرآن کی تصدیق کے مطابق ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَذَا سِحْرٌ مُبِينٌ﴾[۲]

ترجمہ: یاد کرو عیسیٰ ابن مریم کی وہ بات جو اس نے کہی تھی: اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں، تصدیق کرنے والا ہوں اس تورات کی جو مجھ سے پہلے آئی ہوئی موجود ہے اور بشارت دینے والا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ہو گا۔

---

(۱) سورۃ الاعراف:۷/۱۵۷

(۲) سورۃ الصف:۶۱/۶

نبی آخر الزمان ﷺ کی صفات اور اخلاق بیان کرنے کے بعد آپ ﷺ کا نام مبارک لے کر یہی انجیل برناباس لکھتی ہے:

"اور جب میں نے اسے دیکھا تو میری روح تسکین سے بھر گئی، یہ کہہ کر کہ اے محمد (ﷺ)! خدا تیرے ساتھ ہو اور وہ مجھے اس لائق بنائے کہ میں تیری جوتی کا تسمہ کھول سکوں، کیونکہ یہ پا کر میں ایک بڑا نبی اور خدا کا قدوس ہو جاوں گا اور یہ کہہ کر یسوع نے خدا کا شکریہ ادا کیا"[1]

انجیل برناباس کی بہ نسبت دوسری اناجیل میں زیادہ تحریفیں ہوئی ہیں، لہٰذا نبی اکرم ﷺ کا نام لے کر جو بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سنائی تھی، تحریف ہونے کی وجہ سے اس نامِ مبارک کی تعین میں عیسائی علماء کو سخت الجھن پیش آئی ہے۔ یہ بات سابقہ بحث میں اناجیل کے حوالے سے گزر گئی کہ آنے والے نبی کے لئے "مددگار" کا لفظ استعمال کیا گیا تھا جو یونانی لفظ کا ترجمہ ہے، جن کے بارے میں سید مودودی لکھتے ہیں:

"عیسائیوں کو اصرار ہے کہ وہ (لفظ) Para Cletus تھا جس کے معنی متعین کرنے میں ان حضرات کو سخت زحمت پیش آئی ہے اور کئی ایک معنی اس کے بیان کئے ہیں، تاہم ان میں سے کوئی بھی معنیٰ ہمارے مقصد کے لئے صحیح و موزوں نہیں ہو سکتا"[2]

مصنف مذکور مزید لکھتے ہیں:

"دلچسپ بات یہ ہے کہ یونانی زبان ہی میں ایک دوسرا لفظ Periclytos موجود ہے جس کے معنی ہیں "تعریف کیا ہوا" یہ لفظ بالکل محمد کا ہم معنی ہے اور تلفظ میں اس کے اور Para Cletus کے درمیان بڑی مشابہت پائی جاتی ہے۔ کیا بعید ہے کہ جو مسیحی حضرات اپنی مذہبی کتابوں میں اپنی مرضی اور پسند کے مطابق بے تکلف ردوبدل کر لینے کے خوگر رہے ہیں انہوں نے یوحنا کے نقل کردہ پیشین گوئی کے لفظ کو اپنے عقیدے کے خلاف پڑتا دیکھ کر اس کے املاء میں یہ ذرا سا تغیر کر دیا ہو"[3]

اور قرآن مجید بھی اس بات کی نشان دہی کرتا ہے کہ وہ اس نبی امی کو اپنے پاس تورات اور انجیل

---

(۱) انجیل برناباس، باب ۴۴، ص:۸۰

(۲) سیرت سرورِ عالم، ص:۱/۶۸۴

(۳) ایضاً۔

میں لکھا ہوا پاتے ہیں[۱]

جس کی مکمل تائید انجیل برناباس کے اس بیان سے بھی ہوتی ہے جس میں لکھا ہے:

"سردار کاہن نے پوچھا: وہ مسیح کس نام سے پکارا جائیگا اور کیا نشانیاں اس کی آمد کو ظاہر کریں گی؟ یسوع نے جواب دیا: اس مسیح کا نام "قابل تعریف" ہے کیونکہ جب خدا نے اس کی روح پیدا کی تھی اس وقت اس کا یہ نام خود رکھا تھا اور وہاں اسے ایک ملکوتی نشانی سے رکھا گیا تھا۔ خدا نے کہا: اے محمد ﷺ! انتظار کر۔۔۔ سو اس کا مبارک نام محمد (ﷺ) ہے"[۲]

یہ پیشن گوئی قرآن مجید کے عین مطابق ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ﴾[۳]

ترجمہ: محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں، اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار پر سخت اور آپس میں رحیم ہیں۔ تم جب دیکھو گے انہیں رکوع و سجود، اور اللہ کے فضل اور اس کی خوشنودی کی طلب میں مشغول پاؤ گے۔ سجود کے اثرات ان کے چہروں پر موجود ہیں جن سے وہ الگ پہچانے جاتے ہیں۔ یہ ان کی صفت توراۃ اور انجیل میں ہے"

چونکہ موجودہ اناجیل ترجمے ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کی زبان فلسطین کی سریانی تھی۔ جس میں بڑی تحریفیں کی گئی ہیں۔

رسالتِ محمدی کی شانِ عالمیت

نبی اکرم ﷺ کے صفاتی نام اور امت محمدیہ کی شان و شوکت تو دوسری اناجیل میں بھی بیان ہوئی ہے، تاہم انجیل برناباس رسالت محمدیہ کی عالمیت کو ان الفاظ میں بیان کرتی ہے:

"بالیقین میں تم سے کہتا ہوں کہ ہر نبی جو آیا ہے وہ صرف ایک قوم کے لئے خدا کی رحمت کا نشان بن کر پیدا ہوا ہے۔۔ مگر خدا کا رسول (ﷺ) جب آئے گا، خدا گویا اس کو اپنے ہاتھ کی مہر

---

(۱) سورۃ الاعراف:۷/۱۵۷

(۲) انجیل برناباس، باب ۹۷

(۳) سورۃ الفتح:۴۸/۸۴

دے دیگا یہاں تک کہ وہ دنیا کی تمام قوموں کو جو اس کی تعلیم پائیں گی، نجات اور رحمت پہنچادے گا۔"[۱]

دوسری جگہ یوں لکھتی ہے:

"میں تو اب دنیامیں خدا کے رسول (ﷺ) کے لئے راہ تیار کرنے آیاہوں جو دنیا کے لئے نجات لائے گا، پر خبردار، دھوکہ نہ کھانا، کیونکہ بہت سے جھوٹے نبی آئیں گے جو میرا کلام لیں گے اور میری انجیل کوناپاک کریں گے۔ تب اندریاس نے کہا: استاد! ہمیں کوئی نشانی بتا کہ ہم اسے جان لیں۔ یسوع نے جواب دیا: وہ تمہارے وقت میں نہ آئے گا بلکہ تمہارے چند سال بعد آئے گا، جب میری انجیل کالعدم کردی جائیگی، یہاں تک کہ بمشکل ۳۰ ایماندار رہ جائیں گے، اس وقت خدا دنیاپر رحم فرمائیگا، وہ اپنارسول (ﷺ) بھیجے گا۔"[۲]

یہ بشارتیں کس قدر قرآن مجید کے ہم رکاب ہیں؟ اس کا اندازہ اس آیتِ کریمہ سے لگائیے، جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری رسول کو دنیا کے لئے رحمت قرار دیاہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ﴾[۳]

ترجمہ: اے محمد (ﷺ) ہم نے جو تم کو بھیجاہے تو یہ دراصل دنیاوالوں کے حق میں ہماری رحمت ہے۔

اسی طرح نہ صرف یہ کہ قرآن حضرت عیسی علیہ السلام کو ایک رسول اور نبی کے طور پر پیش کرتاہے، بلکہ صلیب پر جان دینے کی بھی مذمت کرتاہے، جس پر عیسائی حضرات یقین رکھتے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا ﴾[۴]

ترجمہ: میں اللہ کا بندہ ہوں، اس نے مجھے کتاب دی اور نبی بنایا۔

اس بارے میں سید مودودی کہتے ہیں:

"جس شخص کو صلیب پر چڑھایاوہ کوئی اور شخص تھا جس کو نہ معلوم کس وجہ سے ان لوگوں نے عیسیٰ ابن مریم سمجھ لیا"[۱]

---

(۱) انجیل برناباس، باب:۴۳

(۲) انجیل، برناباس، باب، ۴۷

(۳) سورۃالانبیاء: ۲۱/۱۰۷

(۴) سورۃ مریم:۱۹/۳۰

جبکہ انجیل برناباس نہ صرف قرآن مجید کی تائید وتصریح کرتی ہے بلکہ اس ملعون اور مرتکب جرم شخص کی نشاندہی بھی کرتی ہے۔

برناباس لکھتاہے کہ:

"ایک موقع پر شاگردوں کے سامنے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بتایا کہ میرے ہی شاگردوں میں سے ایک[۲]، مجھے ۳۰ سکوں کے عوض دشمنوں کے ہاتھ بیچ ڈالے گا۔ پھر فرمایا: اس کے بعد مجھے یقین ہے کہ جو مجھے بیچے گا وہی میرے نام سے ماراجائیگا کیونکہ خدا مجھے زمین سے اوپر اٹھائیگا۔ اور اس غدار کی صورت ایسی بدل دے گا کہ ہر شخص یہ سمجھے گا کہ وہ میں ہی ہوں تاہم جب وہ بری موت مرے گا تو ایک مدت تک میری ہی تذلیل ہوتی رہے گی (دنیا کہتی رہے گی کہ یسوع نے صلیب پر جان دے کر لعنتی ٹھہرا۔ نعوذ باللہ من ذٰلک) مگر جب محمد ﷺ خدا کا مقدس رسول آئے گا تو میری وہ بدنامی دور کردے گا اور خدا یہ اس لئے کرے گا کہ میں نے اس مسیح کی صداقت کا اقرار کیا ہے۔ وہ مجھے اس کا یہ انعام دے گا کہ لوگ یہ جان لیں گے کہ میں زندہ ہوں اور اس ذلت کی موت سے میرا کوئی واسطہ نہیں ہے"[۳]

قرآن اس کی تصریح کرتا ہے:

﴿إِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ﴾[۴]

ترجمہ: اور جب اللہ نے فرمایا کہ اے عیسیٰ علیہ السلام !اب میں تجھے واپس لے لوں گا اور تجھ کو اپنی طرف اٹھا لونگا اور جنہوں نے تیرا انکار کیا ہے ان سے تجھے پاک کردوں گا۔

انجیل برناباس ایک نبی کے بعد دوسرے کے بھیجنے اور ایک کتاب کے بعد دوسری کتاب کے نازل کرنے کی ضرورت کو بیان کرتی ہے جو عین قرآن کی تعلیم کے موافق ہے:

---

(۱) مودودی، ابوالاعلیٰ، ترجمہ قرآن مجید مع حاشیہ، ادارہ ترجمان القرآن: لاہور، ۲۰۰۰ء-ص:۱۸۷

(۲) جو بعد میں یہوداہ اسکریوتی نکلا، دیکھئے: انجیل متیٰ:۳۶ : ۱۴- ۱۶، ۲۷:۳-۹

(۳) انجیل برناباس، باب ۱۱۳

(۴) سورۃ آل عمران:۴/ ۵۵

"بے شک میں تم سے کہتا ہوں کہ اگر موسیٰ علیہ السلام کی کتاب سے صداقت مسخ نہ کر دی گئی ہوتی تو خدا ہمارے باپ داؤد علیہ السلام کو ایک دوسری کتاب نہ دیتا اور اگر داؤد علیہ السلام کی کتاب میں تحریف نہ کی گئی ہوتی تو خدا مجھے انجیل نہ دیتا کیونکہ خداوند ہمارا خدا بدلنے والا نہیں ہے اور اس نے سب انسانوں کو ایک ہی پیغام دیا ہے۔ لہٰذا جب اللہ کا رسول ﷺ آئے گا تو وہ اس لئے آئے گا کہ ان ساری چیزوں کو صاف کر دے جن سے بے خدا لوگوں نے میری کتاب کو آلودہ کر دیا ہے"[۱]

قرآن اس سلسلے میں کہتا ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کو عمل سے نکال کر پسِ پشت ڈالا:

﴿نَبَذَ فَرِيقٌ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ كِتَابَ اللَّهِ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ كَأَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ﴾[۲]

ترجمہ: جن کو خدا کی کتاب دی گئی تھی ان میں ایک فریق نے اللہ کی کتاب کو پس پشت ڈال دیا گویا وہ جانتا ہی نہیں۔

اور سورۃ النمل میں اس سے بھی واضح انداز میں یوں فرمایا:

﴿اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰي بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ. وَاِنَّه لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ﴾[۳]

"یقیناً یہ قرآن بنی اسرائیل کو اکثر ان باتوں کی حقیقت بتاتا ہے جن میں وہ اختلاف رکھتے ہیں اور یہ ہدایت اور رحمت ہے ایمان لانے والوں کے لئے"

جبکہ سورہ ہود میں تورات کے مسخ ہونے کی طرف ان الفاظ میں اشارہ کیا گیا ہے:

﴿ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَاخْتُلِفَ فِيهِ ﴾[۴]

ترجمہ: ہم اس سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کتاب دے چکے ہیں اور اس کے بارے میں بھی اختلاف کیا گیا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے اس تحریف کے بیان کے لئے نبی ﷺ کا منصب و مقام اور ذمہ داری ان الفاظ میں بیان کی ہے:

﴿وَمَا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِی اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ

---

(۱) انجیل برناباس، باب ۱۲۴، ص:۱۷۵

(۲) سورۃ البقرہ:۲/ ۱۰۱

(۳) سورۃ النمل:۲۷/ ۷۷،۷۶

(۴) سورۃ ھود:۱۱/ ۱۱۰

﴿...يُّؤْمِنُوْنَ﴾[1]

ترجمہ: ہم نے یہ کتاب تم پر اس لئے نازل کی ہے کہ تم ان اختلافات کی حقیقت ان پر کھول دو جن میں یہ پڑے ہوئے ہیں۔ یہ کتاب راہنمائی اور رحمت بن کر اتری ہے، ان لوگوں کے لئے جو اسے مان لیں۔

سورۃ المائدہ میں اس سے بھی زیادہ واضح الفاظ میں منصب رسول کو یوں بیان فرمایا:

﴿يٰاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَاءَنَا مِنْ بَشِيْرٍ وَّ لَا نَذِيْرٍ فَقَدْ جَاءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾[2]

ترجمہ: اے اہل کتاب! ہمارا یہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ایسے وقت تمہارے پاس آیا ہے اور دین کی واضح تعلیم تمہیں دے رہا ہے جبکہ رسولوں کی آمد کا سلسلہ ایک مدت سے بند تھا، تاکہ تم یہ نہ کہہ سکو کہ ہمارے پاس کوئی بشارت دینے والا اور ڈرانے والا نہیں آیا۔ سو دیکھو! اب وہ بشارت دینے اور ڈرانے والا آگیا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اہل کتاب کے اس طرز عمل سے امت مسلمہ کو بچنے کی تاکید کی گئی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَأُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾[3]

ترجمہ: کہیں تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو فرقوں میں بٹ گئے اور کھلی کھلی واضح ہدایات پانے کے بعد پھر اختلافات میں مبتلا ہوئے جنہوں نے یہ روش اختیار کی وہ اس روز سخت سزا پائیں گے۔

آج کے نصرانی بھی یہ بات جانتے ہیں کہ تورات وانجیل میں نبی آخر الزمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بشارتیں اور اشارات موجود ہیں، لیکن تعصب اور عناد کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعتراف واقرار سے گریزاں ہیں۔

ڈاکٹر احمد حجازی السقا[4] جو اکثر توراۃ وانجیل کے پڑھنے میں مستغرق رہتا تھا۔ پادری نے خیال کیا کہ شاید یہ کوئی نصرانی ہے، مجھے کہنے لگا کہ کیا آپ جانتے ہیں کہ ۱۹۶۷ء کے مسلم یہودی معرکہ کی طرف سفر (کتاب) دانیال میں اشارے موجود ہیں۔ میں نے کہا: میں نے اسے اظہار الحق میں پڑھا ہے، لیکن مجھے اچھے طریقے سے سمجھ نہیں آیا۔.......

---

(۱) سورۃ النحل: ۱۶/۶۴

(۲) سورۃ المائدہ: ۵/۱۹

(۳) سورۃ آل عمران: ۳/۱۰۵

(۴) ڈاکٹر احمد حجازی السقا نے "البشارۃ ب بنبی الاسلام فی التوراۃ والانجیل" کے موضوع پر Ph.D Thesis لکھا

اس نے کہا: میں چاہتاہوں کہ آپ بھی اس پر مطلع ہو جائیں۔ہم ریل سے اتر کر شیخ حامد عبد الحمید ابراہیم کے گھر کی طرف جارہے تھے کہ میں نے اس سے پوچھا: کیاکتاب مقدس مسلمانوں کے نبی محمد ﷺ کو اشارہ نہیں کرتی؟ کہنے لگا: کئی آیات میں، اور پھر کئی ایک آیات کا حوالہ بھی دیا۔ شیخ کے گھر میں جو کچھ اس نے پڑھنا تھا، پڑھ لیااور پھر جلدی سے نکل گیا۔ کیونکہ اس کو معلوم ہو گیا کہ میں مسلمان ہوں، جب شیخ حامد عبد الحمید اور شیخ محمد بن محمد ابو شھبہ اس دن شام کو ایک موعد کے مطابق ملے ، میں نے ان کو یہ قصہ سنایا تو وہ ہنس کر کہنے لگا: ﴿یَعْرِفُوْنَہ کَمَایَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَھُمْ﴾[1]

کیونکہ آپ (ﷺ) کا ذکر سابقہ انبیاء کے صحف میں موجود تھا جسے اہلِ کتاب اچھی طرح جانتے اور بتاتے تھے، اور قرآن نے اس کی طرف اشارہ کرکے دعویٰ ہے: ﴿وَاِنَّہ لَفِیْ زُبُرِ الْاَوَّلِیْنَ ﴾[2]

حقیقت یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پیغام یہ تھا کہ میرے بعد خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ تشریف لانے والے ہیں، اگر مجھے اس کی خدمت کا موقعہ ملے تو یہ میرے لئے سعادت کی بات ہے، کیونکہ آپ ﷺ کے ذریعے رب العزت شریعتوں کی تکمیل کرنے والے تھے۔

خلاصہ بحث

آخری پیغمبر کے بارے میں تورات وانجیل کی پیشن گوئیوں کی اس بحث کے پیشِ نظر ہمارے اور عیسائیوں کے درمیان عقیدہ رسالت کے معاملے میں ہم آہنگی اور موافقت مشکل ہے ، تاہم اسلام رواداری اور برداشت کا نہ صرف قائل ہے بلکہ عقیدہ کے سلسلے میں کسی قسم کی زبردستی کی اجازت نہیں دیتا۔جب کہ دوسری طرف حالت یہ ہے کہ عیسائی حضرات کسی قسم کی رواداری اور برداشت کے لئے تیار ہی نہیں۔ ہمارے عقیدے، دین اسلام کے شعائر اور رسولوں کی اہانت وتوہین ان کے آئے روز کا مشغلہ ٹھہرا ہواہے، حال ہی میں رسول ﷺ کے نازیبا اور توہین آمیز خاکے مسلسل شائع کرتے رہے ہیں۔ اور قرآن مجید کو جلانے کے لئے بھی بے تاب رہے ہیں، جبکہ حد یہ ہے کہ موردِ الزام اسلام اور مسلمانوں کو ٹھہرایا جاتا ہے، اور ساتھ ہی انتہا پسندی اور دہشت گردی کا الزام بھی مسلمانوں پر لگایا جاتا ہے۔

---

(۱) سورۃ البقرہ:۲/۱۴۶۔ تفصیلات کے لئے دیکھئے: معارف اسلامی، جنوری، ۲۰۱۰ء، شعبہ عربی وعلومِ اسلامیہ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد، ص:۳۸۲

(۲) سورۃالشعراء:۲۶/۱۹۶

لہٰذا بقاے انسانیت ، سلامتی اور امن عالم کے لئے بین المذاہب رواداری اور برداشت کا حوصلہ پیدا کرنا وقت کی اشد ضرورت ہے۔ ورنہ انسان اپنے ہاتھوں کے بنائے ہوئے مہلک ترین ہتھیاروں سے تباہی کے دھانے پر پہنچ جائے گا۔

